# بغداد یا مدینۃ السلام پر اجمالی نظر

(از مولانا عبدالجلیل صاحب بستوی فاضل رحمانیہ)

**محرکات:۔** سرزمین شیراز کے حکیم دانا فارسی کے پیغمبر سخن مصلح الدین سعدیؒ شیرازی کے مشہور معروف نام سے کون ناواقف ہے؟ آپ مدرسہ نظامیہ بغداد کے آخری دور کے فارغ التحصیل فضلا میں سے ہیں، آپ نے بغداد کے کوثر علوم مدرسہ نظامیہ سے علمی سیرابی حاصل کی تھی ؎

مرا در نظامیہ ادرار بود ٭ شب و روز تلقین و تکرار بود

بوستاں کا یہ شعر آپ کے مدرسہ نظامیہ کے تعلیمی زمانے کے مباحث علمیہ، اور مسائل مختلفہ پر گرما گرمی کا پتہ دیتا ہے، فارسی شاعری میں آپ کا شمار صف اول کے لوگوں میں ہوتا ہے نیز آپ کے عربی قصائد بھی فعر قلب میں اتر جانے والے ہوتے ہیں۔ میرے اس مضمون کا محرک آپ کا وہ دردانگیز مرثیہ ہے جو زوال بغداد پر نہایت سوز و گداز کے ساتھ موصوف نے لکھا ہے مثلاً ؎

نوائب دھر لیتنی مت قبلھا ٭ ولم ارعدوان السفیہ علی الحبر

بغداد کے خونین حوادثات کی الم انگیزی کا تذکرہ کرتے ہوئے شیراز کے علامہؒ نے یہ شعر کہا ہے جسکا مطلب یہ ہے۔ اے کاش جنت نشان بغداد کے تباہ کن حوادثات کے دیکھنے سے قبل ہی میں مرگیا ہوتا اور وحشی غارتگران تاتار کے مظالم دیکھنے سے پہلے ہی فنا ہوگیا ہوتا تو کیا اچھا ہوتا۔ نیز فرماتے ہیں ؎

ولیت صماخی صم قبل استماعہ ٭ بھتک اساتیر المحارم فی الاسر

کاش دارالخلافہ بغداد کی شاہزادیوں اور گلاب کے پھول جیسی حرم سراؤں کی عزت ریزی کی خبر سننے سے پیشتر میرے کان بہرے ہوگئے ہوتے اور یہ جگر پاش خبر میں نے نہ سنی ہوتی۔ نیز خلیفہ مستعصم باللہ جس کے عہد خلافت میں بغداد کی غارتگری اور بربادی واقع ہوئی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

اَتَذْكُرُ فِي اَعْلَى المَنَابِرِ خُطْبَةً ٭ وَمُسْتَعْصِمٌ بِاللهِ لَمْ يَكُ فِي الذِّكْرِ

اے منبر و محراب کے رونق بخشنے والے خطیب، اور اے واعظ قوم کیا تیرے لئے یہ مناسب ہے کہ تو کوئی خطبہ پڑھے اور بغداد کے مظلوم خلیفہ مستعصم باللہ عباسی کی داستان مظلومیت قوم کو نہ سنائے، ہرگز نہیں بلکہ اس داستان غم کو بالالتزام سنایا کر ممکن ہے یہ تازیانہ عبرت خفتہ قوم کو بیدار کردے اور بہت ممکن ہے اس حادثہ کی یہ مشتعل آگ ان کے دلوں کی بجھی ہوئی انگیٹھیوں کو پھر سے روشن کردے اور احیاء ملت کیلئے اب سے تیار ہو جائیں۔" یہ اور اس قسم کے بہت سے اشعار تھے جن کے دیکھتے ہی میرے دل میں یہ تحریک اٹھی کہ اولین فرصت میں اس عنوان پر عدیم الفرصت ہونیکے باوجود ایک مختصر مضمون لکھکر

آپ کو مقاصدِ وقت پر توجہ دلانا میرا اسلامی فرض ہے۔ دل کے پورے سوز و گداز کے ساتھ میں نے یہ چند سطور قلمبند کئے ہیں اور آپ سے التجا ہے کہ اس مضمون کے ناصحانہ پہلوؤں پر آپ جلد از جلد عمل پیرا ہو جائیں۔ میں نے قارئین کی خاطر عربی اشعار پر اعراب بھی لگا دیئے ہیں تاکہ بہ آسانی آپ پڑھ سکیں۔

**تاریخ تعمیر معہ اعتذار:۔** بغداد کے عنوان پر مضمون لکھتے ہوئے ضروری ہے کہ میں اپنی علمی بے مائگی اور قلت معلومات کا بھی اعتراف کرنا چاہوں تاکہ اس ناقص مضمون کو دیکھکر کہیں فضائلِ بغداد اور مدینۃ السلام کے محاسن کے متعلق آپ کو یہ دھوکا نہ لگے کہ جنت نشان بغداد کو اسلام کی تاریخ ماضی میں کوئی اہمیت نہیں حالانکہ واقعہ بالکل اسکے برعکس ہے کون نہیں جانتا کہ سات سو سال تک کی اسلامی تہذیب و تمدن اور ملکی و ملی عروج و ارتقا کا دامن بغداد ہی کیساتھ جڑا ہوا ہے۔ علم و حکمت کے چشمے پھوٹے ہیں تو بغداد ہی کے منبع سے، اسلام کی ترقی کا جو سیلاب کفر کی شان و شوکت، اور اسکے حشمت و اجلال کو تنکوں کی طرح بہا لے گیا تھا وہ بغداد ہی کے بحر مواج میں تو پیدا ہوا تھا۔ بغداد ہی تو ہے جہاں علمی خدمات پر پانی کی طرح سونا بہا دیا جاتا تھا؛ ابوجعفر منصور، ہارون الرشید، مامون اعظم کے تخت شاہی جہاں بچھا کرتے تھے۔ یہی بغداد ہی تو ہے، عباسی خلفاء کی سنہری کشتیاں بغداد ہی کے دجلہ و فرات میں تو تیرتی تھیں، یہی تو وہ تاریخی شہر ہے جہاں خلفاء عباسیہ کا اسلامی علم سات صدیوں تک لہراتا رہا۔ قصرِ خلد۔ قصر السلام۔ قصر حسنی اور قصر تاج بھی تو بغداد ہی کے زیب و زینت تھے، اور یہیں پر تو مقتدر باللہ العباسی کی شاہی مجلس منعقد ہوتی تھی، اسی خلیفہ کا تو وہ دربار ہے جس کی آرائش و زیبائش اور شان شاہانہ کو دیکھتے ہی رومن امپائر کی جگمگاتی ہوئی تہذیب کے بھی دیکھنے والے رومی سفیر پر مدہوشی طاری ہوگئی تھی۔ یہی تو وہ مقدس شہر ہے کہ جہاں مدرسہ نظامیہ جیسے عالیشان مدرسے کے ہوتے ہوئے بھی تیس بڑے بڑے کالج موجود تھے۔ الغرض بغداد کی شان و شوکت اور عظمت دیرینہ کا مکمل خاکہ آپ کے سامنے پیش کرنا بہت مشکل ہے۔

حضرت امام شافعیؒ کا یہ قول "اے یونسؒ کیا تم بغداد گئے ہو؟ یونسؒ نے کہا نہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا پھر تو تو نے گویا دنیا ہی نہیں دیکھی" عروس البلاد بغداد کی عظمت پر روشن دلیل ہے۔ بغداد کی شان و عظمت کے متعلق اس سے بڑھکر کیا شہادت پیش کی جاسکتی ہے کہ حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی نے تقریباً پانچ ہزار صفحات کی نہایت ضخیم کتاب بغداد کی تاریخ پر تصنیف کر ڈالی ہے جو چودہ[۱۴] جلدوں میں چھپی ہے۔

یہ شہر جسکا آپ نے ایک اجمالی سا خاکہ پڑھا ہے دنیا کے سرسبز خطہ ارضی عراق کی دو جنتی نہروں دجلہ و فرات کے دوآبہ کے درمیان دریائے فرات کے مشرق اور دریائے دجلہ کے مغرب میں لب ساحل آباد ہے گویا جنت تجری من تحتہا الانہار کا مکمل مصداق ہے۔ بلاشک و ریب اے سرزمین عراق اور اے بلدۂ طیبہ بغداد تیری خاک کے ذرات میں ہماری سات صدیوں کی تہذیب و تمدن، اور ہمارے علوم و فنون کے خزائن و دفائن چھپے ہوئے ہیں، تیرے تودوں اور ملبوں کے نیچے ہزاروں آفتاب علم و حکمت چھپے ہوئے ہیں لیکن صد حیف کہ ہم نے تیری شاندار تاریخ ماضی سے کوئی دلچسپی نہ لی، اور نہ تیرے وقائع و حوادثات سے

کوئی عبرت حاصل کی۔ یہ شہر جس کی داستانِ غم کو میں نے چھیڑا ہے اس کا سنگِ بنیاد خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی کے پر سطوت ہاتھوں نے سنہ ۱۴۰ھ میں رکھا اور خلافت عباسیہ کی شاہانہ فیاضیوں نے نو سال کی مدت میں اسے پایۂ تکمیل کو پہنچایا اور پورے سنہ ۱۴۹ھ میں مکمل ہوا۔ (تاریخ الخلفاء) محمد بن جریرؒ کا قول ہے کہ سنہ ۱۳۶ھ میں ابو جعفر منصور کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی اور سنہ ۱۴۵ھ سے بغداد کی تعمیر شروع کرایا اور سنہ ۱۴۶ھ میں تعمیر ختم ہوگئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف ایک سال میں مکمل ہوگیا۔ مگر یہ قول بغداد کی صرف بعض تعمیرات کے متعلق ہے ورنہ بغداد کے مشہور محلات، ابواب، شہر پناہ، بیت المال، دفاتر، وغیرہ کی تکمیل تقریباً نو سال میں ہوئی ہے جیسا کہ خوارزمی اور ابو جعفر کے اقوال سے ظاہر ہوتا ہے (تاریخ بغداد للخطیب ص۶۶ ج۱)

جس طرح اسے بغداد کہتے ہیں اسی طرح مدینۃ السلام بھی کہتے ہیں، یہ نام خلیفہ ابو جعفر منصور کا رکھا ہوا ہے۔ نیز اس شہر کو زوراء اور دار السلام بھی کہا جاتا ہے، وقت کے مشاہیر صناعوں اور تجربے کار کاریگروں کی خدمات حاصل کی گئیں، چالیس لاکھ آٹھ سو تراسی (۴۰۰۰۸۸۳) دراہم ابو جعفر منصور بانیِ بغداد نے اپنی تعمیر کے زمانے میں خرچ کیا تھا (حاشیہ تاریخ بغداد ص۶۹ ج۱) چونکہ یہ حقیقت تاریخ کے مسلمات سے ہے کہ بغداد پر تینتیس (۳۵) عباسی خلفا نے یکے بعد دیگرے خلافت کی۔ جن میں سے اکثر خلفا نے بغداد کی نہروں، قلعوں، قصروں۔ باغات، مساجد، حمام، مدارس، وغیرہ کی تعمیر میں ہمیشہ اپنے پیشرو خلیفہ سے سبقت لیجانیکی کوشش کی اور برابر نئی تعمیر اور تجدید میں لگے رہے۔ ہارون رشید، مامونِ اعظم، مقتدر باللہ۔ واثق، معتصم، اور مستعصم باللہ وغیرہ کی زندگی کے واقعات پڑھو تمہیں معلوم ہوگا کہ بغداد کی ابتدائی تعمیر سے لیکر اسے عہد شباب تک پہنچانے کیلئے اربوں روپئے پانی کی طرح بہا دیئے گئے تھے، اگر شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الحموی الرومی البغدادی مولف معجم البلدان جیسے مشہور جغرافی مورخ کی ایک روایت پر اعتماد کیا جائے تو پھر خدا ہی کو بہتر علم ہے کہ کسقدر زرِ خطیر بغداد کی تعمیر پر صرف کیا گیا ہوگا۔ ایک مقام پر لکھتے ہیں قالوا فانفق المنصور علی بغداد ثمانیۃ عشر الف الف دینار۔" (معجم البلدان ص۲۳۵ ج۲) یعنی ایک کروڑ اسی لاکھ دینار تو بانی اول خلیفہ منصور نے بغداد کی تعمیر پر صرف کیا تھا، دینار چونکہ کم از کم پانچ روپیہ کا ہوتا ہے اس حساب سے تقریباً نو کروڑ روپیہ ہوگا، اب آپ ہی اندازہ لگائیے تمام خلفاء نے کتنا روپیہ صرف کیا ہوگا۔ بغداد کے احوال کا وقائع نگار ششدر رہ جاتا ہے جب یہ دیکھتا ہے کہ اس مقدس شہر میں بارہ ہزار سرائے بارہ ہزار پن چکیاں۔ چوبیس ہزار بازار، آٹھ لاکھ چھوٹے بڑے مدرسے اور مکتبے تھے۔ (الجوائز والصلات ص۲۲۴) نیز تین لاکھ مسجدیں اور ساٹھ ہزار غسل خانے بھی تھے جن میں ہر موسم کے موافق گرم و سرد پانی ہر وقت موجود رہتا تھا، (تاریخ بغداد ج۱ ص۱۱۷) موقعہ نہیں کہ تفصیل سے کسی چیز کی پوری فہرست پیش کی جائے ورنہ دکھلاتا کہ کیسے کیسے کتبخانے، مدارس اور مساجد اس شہر کی زیب و زینت بنی ہوئی تھیں، صرف ایک مسجد کو لو جو جامع رصافہ کے نام سے مشہور ہے اسکی وسعت کا یہ حال تھا کہ بیک وقت ایک لاکھ آدمی اس میں آجاتے تھے (کتاب الجوائز)

ممکن ہے آپ اس اعداد و شمار کو "داستان امیر حمزہ" سمجھ لیں۔ اور اس میں شک بھی نہیں کہ مبالغات سے خالی نہیں مگر جس نے خطیب بغدادی جیسے مامور مورخ کی کتاب "تاریخ بغداد" دیکھی ہوگی اسے کوئی حیرت نہیں ہوسکتی، اور جبکہ خطیب بغدادی نے

صرف ایک خلیفہ کے ایک محل کے شاہی سامانوں کے نام اور اسی محل شاہی کے فرنیچروں کے اجمالی اسماکے گنانے میں پانچ صفحات لکھ ڈالے ہیں تو آپ ہی اندازہ لگائیے کہ تمام خلفاء، جمیع وزراء، ندماء اور اہل شہر کا کیا حال رہا ہوگا۔ انہی وجوہات کی بنا پر توشعبہ نے ابوالولید سے کہا تھا "اگر تونے بغداد نہیں دیکھا تو گویا تونے دنیا ہی نہیں دیکھی" انہی محاسن اور خوبیوں کی بنا پر تو احمد بن ابی طاہر کہتے ہیں کہ کسی سے پوچھا گیا بغداد کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے تو اس بزرگ نے جواب دیا۔ "تمام دنیا دیہات ہے اور بغداد شہر ہے" اے سرزمین عراق اور اے دریائے دجلہ وفرات کے دوآبہ کی جنت" بغداد" صرف میں ہی تجھکو جنت نہیں کہتا بلکہ مجھ جیسے کتنے لوگوں نے تجھے دنیا کی جنت کہا ہے۔ میں ہی تیرا عاشق نہیں بلکہ بہت سے عشاق ہیں جنھوں نے عشق ومحبت اور عقیدت کے پھول تجھ پر برسائے ہیں۔

امام وقت ابن مجاہد مقری کہتے ہیں میں نے ابوعمرو بن العلاء بغدادی رحمہ اللہ کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا میں نے دریافت کیا بارگاہ الٰہی میں آپ کے ساتھ کیا سلوک ہوا تو جواباً فرمایا کہ "ہوا کیا ایک جنت سے دوسری جنت میں داخل کردیئے گئے"۔ یعنی دنیا کی جنت بغداد میں رہتے تھے اور اب آخرت کی جنت میں داخل کردیئے گئے ہیں۔ فضائل بغداد اور اس کے محاسن پر عمارہ بن عقیل بن بلال بن جریر بن الخطفی کا قصیدہ نہایت بلند پایہ سمجھا جاتا ہے جس کے چند چیدہ اشعار درج ذیل ہیں

أَعَايَنْتَ فِي طُولٍ مِنَ الْأَرْضِ وَالْعَرْضِ ۔۔۔ كَبَغْدَادَ دَارًا إِنَّهَا جَنَّةُ الْأَرْضِ

تَطُولُ بِهَا الْأَعْمَارُ إِنَّ غِذَاءَهَا ۔۔۔ مَرِيٌّ وَبَعْضُ الْأَرْضِ أَمْرَأُ مِنْ بَعْضِ

اگرچہ بغداد کی تعریف میں یہ اشعار اچھے مانے گئے ہیں مگر ابن زریق الکاتب الکوفی کے یہ اشعار بھی کم نہیں ہیں ؎

سَافَرْتُ أَبْغِي لِبَغْدَادٍ وَسَاكِنِهَا ۔۔۔ مِثْلًا قَدِ اخْتَرْتُ شَيْئًا دُونَهُ الْيَاسُ

هَيْهَاتَ بَغْدَادُ وَالدُّنْيَا بِأَجْمَعِهَا ۔۔۔ عِنْدِي وَسُكَّانُ بَغْدَادٍ هُمُ النَّاسُ

پہلے شاعر کے دونوں شعروں کا مطلب یہ ہے کہ "اے مخاطب کیا تونے بغداد جیسا کوئی شہر دنیا کے طول وعرض میں دیکھا ہے؟ بغداد تو جنت ارضی ہے اس کی لطیف اور پاکیزہ ہواؤں سے عمریں بھی دراز ہوجاتی ہیں"۔ دوسرے شاعر کے شعروں کا مطلب یہ ہے۔ شاعر کہتا ہے میں نے دنیا چھان ڈالی تاکہ دیکھوں کیا شہر بغداد اور باشندگان بغداد کی نظیر کہیں ملتی ہے مگر ان کی نظیر پانے سے میں بالکل ناامید ہوگیا بس اے بلدہ طیبہ بغداد، شہر تجھی کو کہا جاسکتا ہے۔ اور انسان کہے جاسکتے ہیں تو تیری ہی خاک پر بسنے والے۔ ہارون الرشید عباسی جب حج بیت اللہ کیلئے بغداد سے چلا ہے تو مقام زرود میں پہنچکر بغداد کو خطاب کرکے اس نے جو شعر پڑھا تھا وہ ہم کو پتہ دیتا ہے کہ خلفاء عباسیہ کے دلوں میں بغداد کے عشق ومحبت کے جذبات کسقدر ابھرے ہوئے تھے اور انھیں اس شہر سے کتنی شیفتگی اور عقیدت تھی۔ خلیفہ ہارون نے یہ شعر پڑھا تھا ؎

أُرِيدُ بِسَيْرِي عَنْ دِيَارِهِمْ بُعْدًا ۔۔۔ عَلَى أَهْلِ بَغْدَادَ السَّلَامُ فَإِنَّنِي

یعنی۔ اے اہل بغداد تمہیں سلام پہنچے ہم تو سفر میں جارہے ہیں۔

محمد بن علی بن خلف البریانی نے جو قصیدہ کہا ہے وہ بھی بغداد کی جاذبیت اور کشش کی مکمل تصویر ہے، اشعار کی جاذبانہ بلندی تو چاہتی ہے کہ مکمل قصیدہ نقل کیا جائے مگر "محدث" کے صفحات پر گنجائش نہیں اسلئے جستہ جستہ اشعار پر اکتفا کیا جاتا ہے اشعار یہ ہیں ؎

فِدًی لَكِ یَا بَغْدَادُ كُلُّ مَدِیْنَةٍ مِنَ الْاَرْضِ حَتّٰی خِطَّتِیْ وَدِیَارِنَا
فَقَدْ طُفْتُ فِیْ شَرْقِ الْبِلَادِ وَغَرْبِهَا وَسَیَّرْتُ خَیْلِیْ بَیْنَهَا وَرِكَابِیَا
فَلَمْ اَرَ فِیْهَا مِثْلَ بَغْدَادَ مَنْزِلًا وَلَمْ اَرَ فِیْهَا مِثْلَ دِجْلَةَ وَادِیَا
وَقَائِلَةٍ لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لِبَغْدَادَ لَمْ تَرْحَلْ فَقُلْتُ جَوَابِیَا
یُقِیْمُ الرِّجَالُ الْمُوْسِرُوْنَ بِاَرْضِهِمْ وَتَرْمِی النَّوٰی بِالْمُقْتِرِیْنَ الْمَرَامِیَا

مطلب :۔ اے بغداد تجھ پر دنیا کے تمام شہر اور میرے وطن و دیار سب فدا ہو جائیں۔ میں نے مشرق و مغرب چھان ڈالا مگر تیرے جیسا شہر اور دجلہ جیسی نہر کہیں نہیں دیکھا۔ بہت سی لائمات (ملامت گر عورتیں) ہیں جو مجھے کہتی ہیں اگر تو بغداد کی محبت اور عشق میں سچا ہے تو یہاں سے کوچ کیوں کرتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ اغنیا اپنے وطنوں میں رہتے ہیں مگر فقرا، تو سفر پر مجبور ہی ہوتے ہیں" اس قسم کے مدحیہ قصائد دیکھنا چاہیں تو "معجم البلدان یاقوت حموی" یا "تاریخ بغداد للخطیب" دیکھیں۔ ہم بخوف تطویل اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

**مدارس و فضلاء بغداد** :۔ مدارس کا ضمنی تذکرہ آچکا ہے۔ ہم چاہتے ہیں یہاں دو مدرسوں کا تذکرہ تفصیل کیساتھ کر دیں ایک مدرسہ نظامیہ، دوسرے مستنصریہ۔ مدرسہ نظامیہ کا سنگ بنیاد نظام الملک طوسی جیسے نامور وزیر جس نے شاہی دربار میں بیس برس وزارت کی ہے۔ کے ہاتھوں نے رکھا تھا۔ ۴۵۷ھ سے اسکی تعمیر شروع کی گئی اور ۴۵۹ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ مشہور مورخ "ایڈورڈ گبن" لکھتا ہے ایک سلطان کے ایک وزیر نے بغداد میں مدرسہ قائم کرنے کیلئے دو لاکھ دینار (دس لاکھ روپیہ) وقف کئے اور پندرہ ہزار دینار سالانہ اس کے اخراجات کیلئے مقرر کیا۔ یعنی تقریباً پچھتر ہزار روپیہ ۔۔ مورخین لکھتے ہیں اس اسلامی عربی کالج کے افتتاح کے وقت تمام بغداد امنڈ پڑا تھا۔ ندماء، وزراء، علماء، فضلاء، حکام افسران، امراء، غرباء سب ہی جمع ہو گئے تھے گویا انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ (رسائل شبلی)

**عبرت** :۔ بوقت افتتاح نظامیہ قوم کا یہ جوش خروش اور ان کا والہانہ اجتماع اس دور کے مسلمانوں کی ذہنیت کا پتہ دیتا ہے، تم سچ بتلاؤ ایک مدرسہ کی رسم افتتاح ادا کی جانیوالی ہو اور شہر کے ہر کہہ ومہ، امیر و غریب، عالم و جاہل سب لوگ پروانہ وار جمع ہو گئے ہوں تو کیا اس سے یہ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ اس دور کی وہ زندہ قوم عاشق علم اور محب حکمت قوم تھی؟ خیر یہ تو ان کا ذکر جمیل تھا جن کی بخشائشوں نے صدیوں تک اسلامیوں ہی کو نہیں بلکہ اسلام اور بانیٔ اسلام کے دشمنوں، یہودیوں اور عیسائیوں، آتش پرستوں اور ملحدوں کی بھی اپنے علم و حکمت کے گہوارے میں پرورش کی تھی، مگر

تم اپنے دلوں کو ٹٹولو، اپنے ایمان کا جائزہ لو، اپنے ادعاء اسلامی کو امتحان کی کسوٹی پر پرکھو۔ کیا تمہارے جذبات مردہ نہیں کیا تم دعویٰ عشق اسلام میں جھوٹے نہیں؟ کیا تم میں اٹھانوے فی صدی جاہل نہیں، کیا یہ سچ نہیں کہ ملت کے اکابر فضلاء ایک ایک کر کے اٹھتے جاتے ہیں مگر مستقبل کیلئے تم میں فضلاء پیدا نہیں ہوتے؟ بلغوا عنی ولو آیۃ (الحدیث) پر کیا عمل کیا طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم پر کس حد تک کاربند ہوئے۔

ہماری آواز بہت ممکن ہے ان عیش پرست رؤسا کی جگمگاتی ہوئی کوٹھیوں میں نہ گونج سکے جنکی کوٹھیوں کا ہر طاق اور جن کے طاقوں کا ہر تختہ کتاب مقدس سے خالی ہے، جن کے مکانات کی زینت فلمستان کی مشہور ایکٹرسوں کی جھلکتی ہوئی تصویروں سے ہے نہ کہ خانہ قدس اور جامع دلی کے فوٹوؤں سے، یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ وہ فریب خوردۂ نفس امراء جو پانچ پانچ لڑکوں کا مدرسہ کھولکر دو دو روپیہ فی طلبہ وظیفہ مقرر کر کے اپنے کو مہتمم اعلیٰ اور حضرت مینجر صاحب یا ناظم صاحب قبلہ لکھوانا پسند کرتے ہیں وہ بھی وقت کی پکار، اور زمانہ کی اقتصار کو دیدہ دانستہ پایۂ تکمیل تک نہ پہنچائینگے، مگر طبقہ عوام الناس کو کس نے اندھا بنادیا، احساس فرضی سے کس نے غافل کر دیا، کیوں اتحاد و تنظیم کی روح سے جہالت کی دنیا میں تہلکہ نہیں مچا دیتے، کیوں باہمی تعاون و اشتراک سے ہر ناممکن (عادی) کو ممکن نہیں بنا ڈالتے۔

**بیت المال** :- سالانہ زکوٰۃ و صدقات، مردنی کردنی، چرم قربانی اور خصوصاً صدقۃ الفطر کا ایک معتدبہ حصہ نصف و ثلث ہر سال کیوں جمع نہیں کر رکھا جاتا، جائز مستحقین اور مقامی غرباء و مساکین کی خبرگیری کے بعد کیوں ہر شہر ہر قصبہ گاؤں میں بیت المال قائم کر کے کسی معتمد خزانچی اور گاؤں کے چند باوثوق ممبران کی تحویل اور نگرانی میں مذکورہ رقوم جمع نہیں کی جائیں۔ اگر اس پر تمام ہندوستان میں عمل شروع کر دیا جائے تو بہت سی مشکلات کا حل نکل آئے لیکن جبتک یہ تحریک عمومی شکل نہ اختیار کر سکے ہر شخص انفرادی طور پر اپنے یہاں یہ کام شروع کر سکتا ہے۔ میں نے اپنی چھوٹی سی بستی میں اس کا دو سال سے اولین تجربہ شروع کیا ہے اس پر جو ہمت افزائی کی گئی اسکے پیش نظر مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ کاش میں نے دس سال پیشتر سے یہ کام شروع کیا ہوتا تو آج کے دن کئی سو روپیہ ہمارے یہاں بیت المال میں جمع ہوتا۔

**مستنصریہ** :- بغداد کا یہ علمی کالج چھ سال کی مدت میں تیار ہوا تھا۔ ۶۲۵ھ سے ۶۳۱ھ تک اسکی تعمیر میں شاہی خزانہ کھلا رہا۔ اے مستنصریہ تیرے ہی لئے سینکڑوں مواضعات وقف تھے اور تیری ہی علمی خدمات پر ساڑھے چار لاکھ روپیہ سالانہ مقرر ہوا تھا۔ اور تیری ہی موج پرائے دریائے دجلہ مستنصریہ کا بعض حصہ بنوایا گیا تھا۔ (مبالغہ نہیں) تیری موجیں اسکے نیچے کھیلتی تھیں، اکیسو ساٹھ اونٹوں پر لاد کر تیرے ہی استعمال کیلئے شاہی کتبخانے سے کتابیں آئی تھیں یہ ہی تیرے محاسن ہیں کہ جن کی تباہی پر شیراز کا علامہ گریہ کناں ہے ؎

بَکَتْ جُدُرُ الْمُسْتَنْصِرِیَّۃِ نُدْبَۃً     عَلَی الْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِیْنَ ذَوِی الْحِجیٰ

مستنصریہ کی دیواریں بھی اپنے فاضل معلمین پر نوحہ خواں ہیں۔

اے نظامیہ اور مستنصریہ، علامہ ابو اسحق شیرازی، امام احمد غزالی، تبریزی شارح حماسہ، ابو الحسن فصیحی، ابو المعالی قطب الدین شافعی، شیخ عمر رشید الدین فرغانی جیسے افاضل تمہاری ہی درسگاہوں کے فاضل مدرسین تھے، اے بغداد تیرے افاضل کا تذکرہ بالاختصار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ابو بکر شاشی، ابو منصور محمد ہروی، ابو البرکات ہبۃ اللہ بن علی بغدادی، ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی، شہاب الدین ابو عبداللہ یاقوت الحموی البغدادی صاحب معجم، احمد بن یحیی بن جابر البغدادی بلاذری صاحب فتوح البلدان وغیرہ جیسے یگانہ روزگار تیرے ہی علمی آب و ہوا کے ممنون منت ہیں۔

**ایقاظ**:- یہ مدارس جن فیاض خلفاء کی سرپرستی میں چل رہے تھے انھوں نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ افلاطون اور جالینوس، سقراط اور بقراط کے وہ علمی دفاتر جو روم میں زیر زمین صدیوں سے پڑے تھے انھیں عربی کا جدید جامہ پہنوایا۔ نوبخت، خارج بن جربل، بطریق مسیحی، محمد بن ابراہیم فزاری، یوحنا بن ماسویہ، حنین بن اسحاق، یعقوب کندی، سہل بن ہارون وغیرہ۔ یہ چند اسماء ان افاضل کے گنا دیئے گئے ہیں جو خلفاء بغداد کے سایہ عاطفت میں بیٹھکر سینکڑوں کتابوں کی تنقیح اور عربی ترجمہ کر رہے تھے۔ "**بیت الحکمت**" کے نام سے بغداد کا مشہور ادارہ تحریر اپنی خدمات کی وجہ سے مشہور ہے کیا اسلاف کے یہ کارنامے ہمارے لئے نمونہ عمل نہیں کیا بغداد کی اس علم پروری کو ہمیں اپنا شمع راہ نہیں بنانا چاہئے، کاش امراء وقت، اعیان قوم، اور طبقہ عوام کو فرض مذہبی کا صحیح احساس ہوتا، سچ بتلاؤ کیا ہزاروں لغو سے لغو مجلسیں تم میں نہیں قائم ہیں، مجلس بزم طرب، مجلس رقص و سرود، مجلس عرس و نیاز، بزم مشاعرہ، مجلس عزا، مجلس میلاد، اسی طرح کی سینکڑوں انجمنیں ہیں، رافضیوں نے مجلس عزا منعقد کی تم نے مجلس میلاد رچایا کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ قرن اولیٰ کے مسلمانوں سے بڑھکر کسی کے دل میں آنحضور علیہ السلام کی محبت ہو سکتی ہے مگر صحابہؓ کے مقدس گروہ نے کبھی مجلس میلاد تاریخ اور ماہ کی تعیین کے ساتھ اس خاص نوعیت پر نہیں منعقد کیا، تابعین کرام، ائمہ عظام نے کبھی اسکی تعلیم نہیں دی پھر تم کیوں کرتے ہو۔ یہ زمانہ سعی و عمل کا ہے، عمل و حرکت سے زندگی کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا۔ ان نمائشوں کو چھوڑ کر آپ کے عمل کو نمونہ بناؤ۔ اے میری قوم کے دولتمندو! آج ابو لہب ابو جہل کی اولاد کرشن اور گوتم بدھ کے پیرو، مسلیمہ اور باب اللہ بھائی کی امت تم سے زیادہ بیدار اور سرگرم عمل ہے۔ تم میں کوئی مرکزی ادارہ تحریر، **تفسیر و تراجم کا مرکزی دفتر**، کیوں نہیں۔ محمد علیہ السلام کی سیرت پاک پر چند کتابوں کے علاوہ کونسی مستند اور معقول کتاب تم نے شائع کی، قرآن اور احادیث کی کیا جماعتی اور نمایاں خدمت کی گئی ہماری جماعت مردہ ہو چکی ہے، ان کے قلوب سرد ہو گئے ہیں کاش ہماری تحریر کی یہ چند چنگاریاں ان کے دلوں کو گرما دیں۔

**زوال بغداد**:- منگولیوں کا وہ فتنہ جس نے جیحون سے لیکر دجلہ تک کی شش صد سالہ اسلامی تہذیب و تمدن کو آگ لگا دیا تاریخ اسلام کا ہولناک فتنہ ہے۔ بقول مورخ ابن اثیر، اہل دنیا پر ایسا عذاب کبھی نہیں آیا۔ بخت نصر کے مظالم کو لوگ بھول گئے۔ وقت کے بہت سے علماء نے کہا یاجوج ماجوج کا موعودہ فتنہ یہی ہے ۶۵۶ھ مطابق

سنہ ۱۲۵۸ء کا سال تھا کہ ہلاکو خاں تاتاری نے ایک لاکھ فوج کے ساتھ بغداد پر چڑھائی کی۔ مختصر یہ کہ خلیفہ مستعصم باللہ کی فوج شکست کھا گئی۔ ۱۰ محرم کو یہ تاتاری درندے بغداد میں داخل ہوئے اور برابر چالیس دن تک بلا امتیاز اہل بغداد کے سر قلم کئے جاتے رہے۔ اور لاکھوں سے زیادہ آدمی قتل کر دیئے گئے (الجوائز) سعدی شیرازی کے دردناک لفظوں میں ؎

خونِ فرزندانِ عمِّ مصطفےٰ شد ریختہ     ہم بر آں خاکے کہ سلطانان نہادندے جبیں

قتل و خونریزی کی ہولناکی سعدیؒ مخدوم ہی کے پُردرد لفظوں میں یوں بھی سن سکتے ہیں ؎

وَقَفْتُ بِبَغْدَادَ اَرْقُبُ دِجْلَۃً     کَمِثْلِ دَمٍ قَانٍ تَسِیْلُ اِلَی الْبَحْرِ

میں نے دجلہ کو دیکھا سرخ خون کی طرح اسکا پانی بہ رہا تھا۔ اس حملے سے عربی خلافت کا بالکلیہ خاتمہ ہو گیا۔

**سبب زوال**۔ اسلام کی تاریخ کا یہ دردناک واقعہ کبھی نہیں فراموش کیا جا سکتا کہ یہ سب بربادیاں آپس کی فرقہ بندی۔ مذہبی گروہ بندی۔ حنفی، شافعی، شیعہ، سنی۔ نزاع کی وجہ سے نازل ہوئی تھیں۔ بلکہ پوری جرأت کے ساتھ میں کہہ سکتا ہوں کہ بغداد کی تباہی و بربادی کا پہلا دروازہ حنفیوں نے کھولا تھا۔ تاریخ کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ چنگیز خاں نے اگرچہ خوارزم تک مسخر کر لیا تھا مگر آگے قدم بڑھانے کی جرأت نہ کر سکا۔ اس کے بعد ہلاکو خاں بھی اسلامی خلافت کی طرف ترچھی نظر دیکھنے سے بھی ڈرتا تھا مگر شومئ قسمت سے خراسان کے حنفیوں اور شافعیوں میں مذہبی جنگ چھڑی یہاں تک کہ شہر طوس کے حنفیوں نے شافعیوں کی مخالفت میں ہلاکو خاں کو حملہ کی دعوت دی اور طوس کا دروازہ خود اپنے ہاتھوں کھول دیا۔ آخرش تاتاری آئے۔ مگر نہ کوئی حنفی زندہ رہا نہ شافعی سب قتل کر دیئے گئے۔ اب بغداد پر یورش کا راستہ کھل گیا اور تاتاری گویا بغداد کے دروازے پہ پہنچ گئے لیکن پھر بھی عباسی خلفاء کا جاہ و جلال ہلاکو خاں کو بغداد پر حملہ کرنے سے مانع تھا مگر آہ اسی دوران میں خلیفہ بغداد کے غدار وزیر ابن العلقمی نے ہلاکو خاں کو بغداد پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی اور آخرکار بغداد کی آخری شامت نے ہمیشہ کیلئے بغداد کی رونق کا خاتمہ کر دیا۔ انا للہ۔

کیا ہمارا فرض نہیں کہ تمام گروہ بندیوں کو ترک کر کے صرف قرآن و حدیث کے ہو رہیں۔ دنیا کا یہ پر رونق شہر جس کے مدارس، مساجد، حمام، مسافر خانوں کی تفصیل آپ پڑھ چکے ہیں آپ خود ہی بتلایئے وہاں کتنے لاکھ آدمی رہتے رہے ہونگے۔ حسب روایت خطیب تین لاکھ مساجد ہیں کم از کم پندرہ لاکھ ضروری خدام و ملازمین اور ساٹھ ہزار حماموں میں ضروری خدمتگاران تین لاکھ کے قریب رہا کرتے تھے۔ اسی طرح تمام محکموں اور شعبوں کو لے لیجئے اور اندازہ لگایئے کتنی آبادی رہتی ہو گی مگر واحسرتا حنفی، شافعی، شیعہ، سنی نزاع کی وجہ سے یہ شہر تباہ ہو گیا اور اسوقت دنیا کے عام چھوٹے شہروں کی طرح بغداد بھی ایک معمولی سے شہر کی حیثیت رکھتا ہے جسکی آبادی دو پونے دو لاکھ آدمیوں کی ہے گویا دلی جیسے شہر کا تقریباً چھٹا حصہ۔ یہ شہر عراق گورنمنٹ کے ماتحت ہے جسکے والی امیر عبداللہ ہیں۔ اس مضمون کے بہت سے ضروری مباحث رہ گئے ہیں لیکن بعض عوائق کی بنا پر اس شعر پر مضمون ختم کر رہا ہوں ؎ وذا نبذۃ من ابحر العلم فاعتبر + وغامضۃ ن [illegible]